بسلسلہ دعوت و تبلیغ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

# اسلام کے داعی اور مبلغ کیلئے متنوع اور گہرے مطالعہ کی ضرورت

ذیل کا مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی اس طویل تقریر کا (جس کو آپ الحق کے گزشتہ شمارہ میں پڑھ چکے ہیں) دوسرا جزء ہے جس میں طلبہ علوم نبوت اور مبلغین اسلام کو مطالعہ بڑھانے اور حالات وزمانہ کی نبض پہچاننے اور اس کے مطابق دعوتی کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

(ادارہ)

عزیز طلبہ! عالم اسلام کی جس صورتحال کی تصویر ہم نے پیش کی ہے اس نے ہمارے لیے ایک زبردست چیلنج کھڑا کر دیا ہے۔ وہ چیلنج یہ ہے کہ ہم کیسے اس کا مقابلہ کریں اور ان چیلنجوں کا جواب کیسے دیں، ظاہر ہے اس کے لیے بڑی تیاری کی ضرورت ہوگی۔ اس سلسلہ میں ایک باخبر تعلیم وتدریس کا کام کرنے والے تجربہ کار کی حیثیت سے آپ کو علمی تیاری کے سلسلے میں مطالعہ کا مشورہ دوں گا۔

عزیز دوستو! یہ بات یاد رکھئے کہ کورس کی کتابوں اور مطالعہ کی کتابوں کے درمیان ایک نازک فرق ہے وہ یہ کہ کورس کی کتابوں اور نصاب تعلیم پر ایک خاص قسم کی سرکاری مہر یا کسی خاص جماعت کی اور اس کے انتساب کی مہر لگی ہوتی ہے اس لیے وہ ایک طرح سے حجاب بن جاتا ہے، لیکن مطالعہ کی کتابوں میں ایسا نہیں ہوتا۔ مطالعہ کی کتابیں اپنے شوق ورغبت سے خریدی جاتی ہیں اور ان کا انتخاب مرضی کے مطابق کیا جاتا ہے اور آزادی کے ساتھ وہ پڑھی جاتی ہیں اس لیے ہم مطالعہ کی کتابوں اور ان کے مواد کے نتائج کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کورس کی کتابوں کی تنقیص یا اس کی تحقیر کوئی کیسے کر سکتا ہے۔ کورس بہرحال کورس ہے اس پر محنت کرنی چاہیئے۔ وہی کامیابی وناکامی کا امتحان اور پیمانہ ہے۔

غلط کتابوں کے مطالعہ سے جو ذہن تیار ہو رہے ہیں اور جو طبقہ اس وقت دانشور کہلاتا ہے وہ اس بات کا قائل نہیں کہ اسلام ایک زندہ اور ابدی مذہب ہے اور وہ ہر زمانہ میں اور تغیر پذیر دنیا میں قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ اس کا عقیدہ اور خیال یہ ہے کہ اسلام ایک اچھا مذہب تھا۔ اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے اچھا کام کیا تھا، اس نے زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو مزید زندہ درگور ہونے سے

بچا یا تھا۔ علم کو اس نے عام کیا تھا۔ لیکن اس جدید دور اور سائنس و ٹیکنالوجی کے اس عہد میں اس کا کوئی کام صحیح نہیں ہے اس زمانہ میں بار بار اسلام کا نام لینا اور شریعت پر عمل کرنے کی دہائی دینا صحیح نہیں ہے اس طرح کی دعو گویا زمانہ سے واقفیت کی بات ہے ایسی کتابوں کے مطالعہ کے برعکس ایک صالح ومصلح اور ایک ایمان افروز او یقین آفریں ادب اور انسانیت ساز اور اخلاق ساز ادب کا مطالعہ اور اس کے نتائج کو دیکھئے کہ ایسے ادب کا مطا اتنا ہی مؤثر اور مفید ہے جتنا وہ مضر اور نقصان دہ ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ۔

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ جن سے کام لے رہا ہے اور جن سے اس نے کام لیا ہے ان میں صلا اور استعداد پیدا ہونے اور ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں بہت دخل اس صالح ادب کے مطالعہ کو تھا جس نے ہمیشہ آڑے وقتوں میں ہلاکت کے غار میں گرنے سے بچایا ہے اس کی میں چھوٹی سی مثال دیتا ہو

جس زمانہ میں الندوہ، مولانا عبدالسلام قدوائی اور ہماری ادارت میں نکل رہا تھا ہم نے مشاہیر اہل ع سے درخواست کی تھی کہ آپ حضرات ایک مضمون لکھ کر یہ بتائیں کہ آپ کی محسن کتابیں کون سی ہیں تاکہ ہمار رسالہ کے پڑھنے والے اور طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیر مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا اعزاز علی صاحب جیسے علماء و ادباء کے ساتھ جدید ط کے بعض اہل علم اور فضلاء کے مضامین اس موضوع پر آئے۔ یہ تمام مضامین بعد میں الگ سے بھی کتابی صورت میں شائع کر دیئے گئے تھے ۔

ان تمام مضامین میں ایک مضمون لاہور کے مشہور فاضل بشیر احمد (آکسن) کا بھی تھا۔ انہوں نے لکھا کہ میں آکسفورڈ میں پڑھتا تھا تو مجھ پر بار بار تشکیک اور الحاد کا حملہ ہوتا تھا۔ کبھی کمیونزم کا حملہ ہوتا تھا۔ ایسے م پر علامہ شبلی کی کتاب الفاروق ہمارے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی تھی کہ وہ شخصیت جس کے بارے میں یہ کتا لکھی گئی ہے وہ گمراہ نہیں ہو سکتی وہ شخصیت جس دین پر تھی اور جس کے قلم سے یہ لکھی گئی ہے اس کو ہم گمراہ نہ مان سکنے، حق اس کے ساتھ ہے ہم کو تو اس کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گذارنی چاہیئے ۔ اور اس پر م چاہیئے ۔ ایسے ہزاروں اور لاکھوں واقعات ملیں گے کہ صحیح مطالعہ بلکہ زبان وعلم افروز مطالعہ نے ان کی زن میں انقلاب برپا کر دیا ۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات تنہا ایمانی طاقت کو غذا پہنچانے والی اور ایمان کے سے اپیل اور مطالعہ کرنے والی چیزیں کافی نہیں ہوتیں اس کے ساتھ علمی وزن اور طرز نگارش اور نفسیا شناسی بھی چاہیئے، جن کتابوں میں ان امور کا لحاظ رکھا گیا۔ انہوں نے زندگیوں کو بنا دیا اور اپنی زندگیوں ذریعہ انہوں نے پورے معاشرے پر اثر ڈالا ۔

میں دوسروں کے سنے سنائے واقعات کے بجائے خود اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جب میں اُردو پڑھنے کے بل ہوگیا تو سب سے پہلے جس کتاب نے ہمیں متاثر کیا وہ سیرت خیر البشر تھی ۔

میں چونکہ مکتبات کی فہرست دیکھنے کا عادی تھا لکھنؤ میں شبلی بکڈپو اور بمبئی میں عربی کتب کا واحد مکتبہ مہ تھا میں نے فہرست میں رحمۃ للعالمین نامی کتاب کا اشتہار دیکھا جو قاضی سلیمان منصور پوری رح کے قلم سے لکھی ہوئی نی ۔ میں نے اس کتاب کا آرڈر دیدیا جب وہاں سے کتاب کی وی پی آئی تو میرے پاس اس کے چھڑانے ے لیے پیسے نہیں تھے ۔ والد صاحب کا انتقال ہوچکا تھا ۔ والدہ صاحبہ کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ ہ دیتیں ۔ حالانکہ اس زمانہ میں کتابوں کی قیمت بہت کم ہوا کرتی تھی ۔ والدہ صاحبہ نے قیمت دینے سے عذرت کردی ۔ اب کیا کروں ۔ اس نازک صورتحال کو دیکھ کر میں بھی ان خورد سال صحابۂ کرام کی طرح روتے لگا جو جہاد میں شامل نہ کیے جانے پر رو رہے تھے ۔ والدہ صاحبہ تے مجبور ہوکر کہیں سے اس کا انتظام کیا اور وہ ی پی ہم تے چھڑائی ۔ ہم نے اس کتاب کو پڑھا، بلکہ ہم اس کتاب میں ڈوب گئے ۔ اس زمانہ میں ہمارے ایک زیز میڈیکل کالج میں داخل تھے ۔ ہم وہاں رہتے تھے ۔ ایک استغراق کا عالم تھا ۔ کالج کی شاندار عمارت کے نیچے اور سڑکوں پر آنے جانے والوں کی ہمیں کوئی خبر نہیں ہوتی تھی ۔ ہماری آنکھیں ان کے بجائے بدر و احد کے میدانوں کو زیادہ دیکھتی تھیں اور وہاں کی شہادت گاہوں کو دیکھتی تھیں، پروفیسروں اور طلبہ کو دیکھنے کے بجائے ہماری آنکھوں میں بدر و احد کے مجاہدین اور خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کا تصور بسا ہوا تھا ۔ ایک طرح سے میں اس کتاب میں فنا ہوگیا تھا ۔

یہ بھی ایک معمہ ہے جو ابھی تک سمجھ نہیں سکے کہ کانپور میں ۱۹۲۶ء میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ تھا اس میں مولانا سلیمان رح منصور پوری بھی آئے تھے ۔ انہوں نے ہمارے بھائی صاحب مرحوم سے پوچھا کہ ہم نے آپ کے چھوٹے بھائی ابوالحسن کو کتاب رحمۃ للعالمین بھیجی تھی وہ ملی یا نہیں ان کے دل میں یہ کیسے خیال آیا کہ ان کا چھوٹا بھائی اس کتاب کو پڑھے گا اور اسے فائدہ ہوگا ۔

ہمارے گھر پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل تھا کہ ۔ ہمارے چچا سیّد فاروق صاحب کے گھر میں مولانا شبلی رح مولانا سید سلیمان رح ندوی اور مولانا حالی رح وغیرہ کی کتابیں تھیں، ان میں الفاروق اور الغزالی، بھی تھی' اور حیات سعدی بھی، ایک اور کتاب تھی ارشاد رحمانی جو مولانا سید محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء کی کتاب تھی، جس میں انہوں نے اوپس زمانہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں اپنی حاضری، ان کی نگاہِ شفقت اور ان کی تاثیر اور برکتوں کا ذکر کیا ہے، اس کتاب نے بھی مجھ پر بڑا اثر ڈالا پھر اور کتابیں دیکھنے میں آئیں ۔ اس کے بعد وہ زمانہ آیا جب ہم نے انگریزی اتنی پڑھ لی کہ جدید مغربی مصنفین کی کتابوں سے استفادہ کرسکیں ۔

ہم یہاں آپ کو ایک حقیقت سے باخبر کرنا چاہتے ہیں۔ ایک چیز ہوتی ہے فیکٹر FACTOR اور دوسری چیز ہوتی ہے ایکٹر ACTOR، ہم نے اپنی کتاب ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ مسلمان خربوزہ کی طرح ہے وہ چھری پر گرے تو اس کا نقصان اور چھری اس پر گرے تو خربوزے کا نقصان یعنی مسلمانوں میں صرف اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہے اثر ڈالنے کی نہیں۔ ہمارے گھر میں جو ماحول تھا وہ اعتدال اور توازن اور حقیقت پسندی کا تھا ایک طرف ہمارے بھائی صاحب تھے جو ندوہ کے فاضل، دیوبند کے فاضل، دوسری طرف سائنس کے بہترین طالب علم میڈیکل کالج میں امتیاز کے ساتھ انہوں نے امتحانات پاس کیے اور انہیں سونے کا تمغہ بھی ملا تھا۔ دوسری شخصیت ہمارے پھوپھا سید طلحہ صاحب کی تھی جو ایک طرف ایم اے تھے تو دوسری طرف مشرقی علوم کے فاضل ان دونوں کی گفتگو میں بڑا توازن اور حقیقت پسندی تھی۔

یہ نکتہ آپ یاد رکھیے کہ محض مبالغہ اور ادعا سے کام نہیں چلتا۔ یہ چیز اکثر مضر ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ مغربی تہذیب کچھ نہیں۔ اس میں کوئی چیز قابل استفادہ نہیں، ٹھوکر مارنے کی چیز ہے لیکن جب آدمی کو اس کے خلاف کوئی ثبوت ملے گا یا اس کو تجربہ ہوگا۔ سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد کا تو وہ پھر منکر ہو جائے گا۔ اور وہ صرف منکر ہی نہیں بیزار ہو جائے گا۔ اس لیے یہ حقیقت ان لوگوں کو سامنے رکھنی چاہیے جو دعوت و تربیت کا کام کرتے ہیں کہ انہیں توازن و اعتدال اور حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیے۔ نہ یہ کہ انکار پر آئے تو سو فیصدی انکار کہ اس مغربی علوم میں کوئی خوبی نہیں، مغربی علوم میں بہت سی چیزیں قابل استفادہ ہیں اور قابل قدر ہیں۔ ان کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ انسانیت کی رہنمائی کے لیے کافی نہیں ہیں ان میں اخلاقی عنصر اور ان کے اندر تربیتی صلاحیت، خوف خدا پیدا کرنے اور ضمیر کو بیدار کرنے کی صلاحیت نہیں ہے یہ حقیقت بھی یاد رکھیے کہ عدم توازن بعض اوقات ارتداد تک پہونچا دیتا ہے اور آدمی کا رخ بدل دیتا ہے ان دونوں حضرات کی محبت اور گفتگو سے حقیقت پسندی پیدا ہوئی۔ امریکی مصنف ڈریپر کی مشہور کتاب "معرکۂ مذہب و سائنس اور لیکی کی "تاریخ اخلاق یورپ" ان دونوں کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے مذہب و سیاست کے درمیان کشمکش کے موضوع پر علامہ اقبال نے کہا ہے۔

خصومت تھی سلطانی و راہبی میں ۔۔۔ کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا ۔۔۔ چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی ۔۔۔ ہوس کی امیری ہوس کی وزیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشین کا ۔۔۔ بشیری ہے آئینہ دار نذیری

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

مسیحی مذہب اور اس کے اجارہ دار کلیسا کے اندر یہ صلاحیت ہی نہیں تھی کہ وہ زندگی کی رہنمائی کرتا اس کی وجہ سے کلیسا اور سیاست کے درمیان ایک رقابت بلکہ محاذ آرائی ہونے لگی۔ کلیسا میں کیا کمزوریاں تھیں اور سیاست کیا چاہتی تھی اور اس دور میں سیاست تھی کیا اس کتاب معرکۂ مذہب وسائنس سے ہمیں بڑا فائدہ پہونچا۔

دوسری کتاب تاریخ اخلاق یورپ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ یورپ کے اخلاق اور اس کے معاشرہ کی تشکیل میں مادہ پرستی کا جو کردار رہا اس کے اسباب وعوامل کیا ہیں۔ وہ اس کتاب سے معلوم ہوا۔

پھر ایک تیسری کتاب لندن یونیورسٹی میں شعبۂ فلسفہ کے صدر کی کتاب AGUIDTO MODERN WICKEDNESS پڑھنے کو ملی جس میں اس نے یہ بتایا ہے کہ اس وقت کی خباثت کیا ہے دوسری کتاب A NEW PHILOSOPHY FOR OUR TIMES پڑھنے کو ملی جس سے بڑا فائدہ ہوا۔

یہ دونوں کتابیں مولانا عبد الماجد دریا بادی کے ذریعہ ملیں۔

یہ تو جملۂ معترضہ تھا۔ بتانا آپ کو یہ ہے کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ صلاحیت ہی نہیں بلکہ داعیہ اور داعیہ ہی نہیں بلکہ ایک اضطرابی کیفیت پیدا کی ہم ایسی کتاب لکھیں جس میں یہ بتایا گیا کہ مسلمانوں کا ارتقاء اور عروج کا ــــ اور مسلمانوں کا انحطاط دنیا کے اخلاقی، انسانی، معنوی، ذہنی، مذہبی، معاشرتی اجتماعی اور سیاسی ہر طرح کے انحطاط کا سبب ہے۔ یہ موضوع بالکل نیا تھا۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ القاء تھا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کو لکھا ہماری حقیر ذات سے کچھ کام لینا تھا۔ ممالک عربیہ میں۔ یہ کتاب اللہ تعالےٰ نے لکھوائی۔ عرب نوجوانوں اور دانشوروں اور مفکرین نے پڑھا۔ سیّد قطب جیسے چوٹی کے لوگ جو وہاں تھے انہوں نے جس نظر سے دیکھا پھر اس کتاب سے نئے طبقہ پر جو اثر پڑا، جس احساس کمتری میں عرب ممالک کے نوجوان، ادیب اور اہل قلم مبتلا ہو رہے تھے اس میں فرق پڑا اس کے بعد اور کتابوں کے لکھنے کی توفیق ہوئی۔

اب میں چند کتابوں کے نام لیتا ہوں۔ آپ ان کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں۔ ایک تو آپ سیرت کے موضوع پر علامہ شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی کتابیں ہیں، اس کتاب "سیرت النبیؐ" کو اوّل درجہ کی کتاب عرب ممالک میں مانا گیا ہے۔ سید صاحب کی کتاب خطبات مدراس کا ضرور مطالعہ کریں، اس کے ساتھ صحابہ کرام، خلفائے راشدین کی سیرت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں انہیں اپنے مطالعہ میں رکھیں، علامہ شبلی کی الفاروق، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کی سیرۃ الصدیق، اور ہماری حقیر تصنیفات میں المرتضیٰ، ماذا خسر العالم اور اس کا ترجمہ۔ انسانی دنیا

پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش ضرور پڑھیں۔ یہ وہ بنیادی کتابیں ہیں جو آپ کے ذہن سے اپنے نظام تعلیم، نظام فکر اور اس سے آگے بڑھ کر اسلامی تعلیمات اور اسلامی ہدایات کے بارے میں اگر احساس کمتری ہے اس کو دور کریں گی۔ تاریخ دعوت و عزیمت کے پانچوں حصے بھی آپ پڑھیں، میں بغیر کسی تواضع اور معذرت کے کہتا ہوں کہ یہ اپنے موضوع پر بالکل منفرد کتاب ہے، ابھی تک کسی اسلامی زبان میں اس طرح تاریخی تسلسل، دینی و تاریخی، نقطۂ نظر اور بحث و تحقیق کے ذریعے پھر مؤثر طریقے سے مصلحین امت اور مجددین ملت کا تذکرہ نہیں لکھا گیا۔ اس کا انگریزی، عربی، ترکی اور فارسی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

نقوشِ اقبال یا روائع اقبال بھی آپ پڑھیں ابھی جو نظم پڑھی گئی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اقبال کو عشق رسولؐ سے حصہ وافر ملا تھا میں دو مرتبہ ان سے ملا ہوں اس وقت بہت کم لوگ زندہ ہوں گے جو اقبال سے ملیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا۔ میں ان کی مجلس میں بیٹھا، ان کی باتیں سنیں۔ ان کے انتقال سے چند مہینے پہلے ان سے ملا تھا۔ مدینہ منورہ کا نام سن کر ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔

ایک بار مدینہ منورہ میں مجھے بعد نماز مغرب تقریر کے لیے مدعو کیا گیا۔ مجھے شرم آئی کہ میں اللہ کے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ اگر کسی اور شخصیت کے بارے میں یہاں تقریر کروں تو یہ زمین میں گڑ جانے کی بات ہے اور سخت شرمندگی اور تائب ہونے کی بات ہے، میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ جوار رسولؐ میں غیر رسول پر تقریر کرنے کا اگر جواز ہے تو یہ کہ جس شخصیت (اقبال) کے بارے میں میں تقریر کرنے جا رہا ہوں وہ عاشق رسول تھے۔ پھر میں نے دو شعر ان کے فارسی کے پڑھے۔

| | |
|---|---|
| بایں پیری رہ یثرب گرفتم | نوا خواں از سرور عاشقانہ |
| چو آں مرغے کہ در صحرا سر شام | کشاید پر بہ فکر آشیانہ |

میں بڑھاپے میں مدینہ منورہ کی طرف چلا تو لوگوں نے کہا کہ یہ عمر اور مدینہ کا سفر، یہ عمر اور عرب کا سفر کہاں جا رہے ہو اور کیا سوچ رہے ہو۔ میں نے کہا کہ پرندہ دن بھر اڑتا رہتا ہے مارا مارا پھرتا ہے لیکن شام ہوتے ہی وہ تیر کی طرح اپنے آشیانہ کی طرف جاتا ہے میں بھی اپنے آشیانہ کی طرف جا رہا ہوں ــــ مولانا مودودیؒ نے لکھا ہے کہ مہاراجہ کپور تھلہ نے فارسی میں کسی قانونی دستاویز کا انگریزی میں ترجمہ کرانے کے لیے ڈاکٹر اقبال کو بلایا ان کی رہائش کے سارے انتظامات کیے۔ رات کو اچانک مہاراجہ کو خیال آیا کہ کہیں ڈاکٹر صاحب کو کوئی ضرورت نہ ہو، یہ دیکھنے کے لیے جب گئے تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب مسہری پر آرام کرنے کے بجائے زمین پر لیٹے ہوئے ہیں، مہاراجہ نے کئی بار پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خیال آیا کہ میرے آقا تو زمین پر لیٹتے تھے

میں چارپائی پر لیٹوں۔ مجھ سے لیٹا نہیں گیا۔

اس لیے آپ کو مشورہ دوں گا کہ کلام اقبال میں بال جبریل اور ضرب کلیم ضرور پڑھیئے، فکر کا بھی فائدہ ہوگا اور ادبی فائدہ بھی ہوگا۔ ہم نے بعض عرب فضلاء کو دیکھا ہے کہ وہ روائع اقبال کے صفحے کے صفحے زبانی پڑھتے تھے ان میں عمان کے مفتی خلیلی بھی ہیں۔

مولانا یوسف رحمہ اللہ صاحب کی مقبول ترین کتاب حیاۃ الصحابہ آپ ضرور پڑھیں اس میں صحابہ کرام کے مؤثر اور طاقتور ترین واقعات ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے احساس کمتری کے دور کرنے میں مدد ملے گی۔

ہمارا رسالہ اسلامی بیداری کی لہر یا عربی تحریر ترشید الصحوۃ الاسلامیہ ضرور پڑھیں۔ اس وقت دینی جماعتوں میں کیا کمزوریاں ہیں مسلمانوں کے کیا طبقات ہیں اور ان کی ضرورتیں کیا ہیں، ان کے عقلی مدارک کیا ہیں اور کس زبان اور کس مواد کی روشنی میں ان سے بات کرنی چاہیئے۔ اور کس لہجہ میں ان سے خطاب کرنا چاہیئے اس میں بتایا گیا ہے کہ بہت سی تحریکیں جمود توڑنے کے لیے پیدا ہوئی ہیں لیکن وہ خود جمود کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان پر کائی جم جاتی ہے جیسے ساحل پر کائی جم جاتی ہے۔ اس کائی کو ایک مرتبہ ہٹانا کافی نہیں ہوتا بلکہ بار بار دیکھنا چاہیئے۔ آپ کو چونکہ دعوتی کام کرنا ہے اس لیے ان کتابوں کو پڑھنے سے آپ کی ذہن سازی ہوگی اور آپ کو فکری غذا فراہم ہوگی۔ دعوت کے موضوع اور مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ اور نشأۃ اسلامیہ پر ہمارے مقالات اور تقریروں کا مطالعہ کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔


# اسلام اور عصرِ حاضر

(دوسرا شاندار ایڈیشن)

از قلم: مولانا سمیع الحق مدیر الحق

عصر حاضر کی تمدنی، معاشرتی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب نئے دور کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بے باک قلم سے مغربی تہذیب و تمدن اور عالم اسلام پر اس کے اثرات کا تحلیل و تجزیہ الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کرے گی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے آپ کی رہنمائی کرے گی۔ صفحات ۶۴۰، سترہ ابواب، سینکڑوں عنوانات، بہترین کتابت و طباعت، سنہری ڈائی دار جلد، قیمت ۹۰/-

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان